پاکستان میں نصاب سازی

تحریر: پروفیسر عبداللہ شاہین

مملکتِ خداداد پاکستان کے قیام کے بعد چاہئے تو یہ تھا کہ اس خطہء ارضی پر رہنے اور بسنے والوں اور اللہ کی رضا کے لئے گھربار چھوڑ کر آنے والوں (یعنی انصار و مہاجرین) کے نونہالوں کی تعلیم و تربیت کے لئے یہاں کے نصابِ تعلیم کو نظریہء پاکستان (پاکستان کا مطلب کیا؟ لا اِلٰہ اِلاّ اللہ) سے ہم آہنگ کیا جاتا اور اسے انگریزی کلچر' ہندوانہ نظریات اور گمراہ کن خیالات کی چھاپ سے آزاد کرایا جاتا' مگر یہ امر ایک افسوس ناک حقیقت ہے کہ پاکستان بن جانے کے کئی سال بعد بلکہ وجودِ پاکستان کی گولڈن جوبلی منا لینے کے باوجود بھی ہمارا نصابِ تعلیم اسلام اور نظریۂ پاکستان سے ہم آہنگ نہ ہو سکا۔

چنانچہ جب کبھی پرائمری' ثانوی اور دیگر جماعتوں کی درسی کتابوں میں بے اعتدالیوں اور بوالعجبیوں پر مبنی مواد کو شامل نصاب دیکھتا ہوں تو سوچتا ہوں کہ اپنے نونہالوں کے شفاف اور کورے ذہنوں پر ایسی باتیں اور نظریات کندہ کر رہے ہیں جن کے ڈانڈے تاریخ میں اسلام کی مخالف طاقتوں اور نظریات سے جا ملتے ہیں۔ شاید اسی لئے ہماری نوجوان نسل لادینیت یا اسلام کے خود ساختہ تصور کی حامل بن رہی ہے۔

مثال کے طور پر جماعت چہارم کی اردو کی کتاب کا مطالعہ کیجئے! اس میں ایک نظم "میں کیا بنوں گا؟" کے عنوان سے رقم قرطاس ہے' جس میں شاعر نے بچوں کی تربیت' نشوونما اور ذہن سازی و کردار سازی کے لئے یوں خامہ فرسائی کی ہے ؎

میں طاقت میں رستم سے بہتر بنوں گا
بہادر بنوں گا' دلاور بنوں گا
میں پڑھ لکھ کے اوروں کا رہبر بنوں گا
ارسطو بنوں گا' سکندر بنوں گا

جس کا مطلب یہ ہے کہ ہم اپنی نئی پود کو بچپن ہی سے یہ بات ذہن نشین کرانا چاہتے ہیں کہ "رستم" کی شخصیت بہادری کا بے مثال اور یکتاو تنہا نمونہ تھی۔ حالانکہ وہ ایرانیوں کا سپہ سالار اور مذہباً آتش پرست تھا' جسے پیغمبر اسلام ﷺ کے ایک صحابی اور سپوتِ اسلام حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے شکست فاش دی تھی۔ نیز تاریخ اسلام میں حضرت ابو عبیدہ بن جراح' حضرت عمر' حضرت خالد بن ولید' حضرت علی رضی اللہ عنہم اور دیگر بے شمار شجاع ترین ہستیاں گزر چکی ہیں جن کی بہادری کو ہم اپنے بچوں کے لئے بہترین نمونہ بنا سکتے ہیں' جس سے بچوں کے تحت الشعور میں اپنے اسلاف کے کارناموں پر بجا طور پر فخر کرنے اور ان کی سیرت کا مطالعہ کرنے کا جذبہ و شوق پیدا ہو گا۔

اسی طرح "ارسطو" کو اپنے بچوں کے لئے نمونہ بنا کر ہم کوئی مثبت بنیاد فراہم نہیں کر رہے ہیں' کیونکہ ارسطو ایک یونانی فلسفی تھا جس کے باطل فلسفیانہ نظریات نے اسلامی تصوف میں غیر اسلامی نظریات کی آمیزش کرنے میں اہم کردار ادا کیا اور جس کا رد امام غزالی' مولانا روم اور امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہم نے کیا۔

چنانچہ میں نے ان اشعار پر یوں گرہ لگائی ہے ؎

میں طاقت میں خالد رضی اللہ عنہ و حیدر رضی اللہ عنہ بنوں گا
بہادر بنوں گا' دلاور بنوں گا
میں پڑھ لکھ کے اوروں کا رہبر بنوں گا
غزالی رحمۃ اللہ علیہ و رومی رحمۃ اللہ علیہ کا مظہر بنوں گا

اشعار میں اس قسم کی تبدیلی سے ملتِ اسلامیہ کے نونہالوں میں غیر مسلم کرداروں کی بجائے مسلمان اکابرین کا مثبت تعارف اور تصور (image) اجاگر ہو گا۔

اسی طرح جماعت نہم کی انگریزی کی مروّجہ کتاب میں پانچواں سبق بعنوان "Cultural Heritage of Pakistan" (پاکستان کا ثقافتی ورثہ) شامل ہے' جس میں کتاب کے مصنفین یوں رقم طراز ہیں :

"Cultural heritage means the rich treasure of arts, crafts and traditions, which a civilization inherits.......... Nations and civilizations are recognized by their

heritage......... special folk tales, folk songs, folk melodies and folk music have their own specific features and peculiar charm........ both songs and dances give vigorous expression to the joys of life.......... The love tales of Heer and Ranja, Mirza and Sahiban, Sohni and Mehenwal, Sassi and Punnu are in poetic verses and sung in charming tunes."

"ثقافتی ورثہ کا مطلب تخلیقی آرٹ' دستکاریوں اور روایات کا بہت بڑا خزانہ ہے جو تہذیب کا ورثہ ہے۔ قومیں اور تہذیبیں اپنے ورثے سے پہچانی جاتی ہیں۔ پاکستان تخلیقی آرٹ کے بہت بڑے خزانے کا وارث ہے ... خصوصی لوک کہانیاں' لوک گیت' لوک دھنیں اور لوک موسیقی مخصوص دلکشی رکھتے ہیں ... گیت اور رقص دونوں زندہ رہنے کی امنگ اور زندگی کی خوشیوں کو تقویت پہنچاتے ہیں ... ہیر رانجھا' مرزا صاحباں' سوہنی مہینوال' سسّی پنّوں کی محبت کی داستانیں شعروں کی شکل میں دلکش سروں میں گائی جاتی ہیں"۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا ہیر رانجھا' مرزا صاحباں' سوہنی مہینوال اور سسّی پنّوں کے عشقیہ قصّے پاکستان کا ثقافتی ورثہ ہیں؟ کیا یہی معاشقانہ کردار ہمیں اسلاف سے ورثے میں ملے ہیں؟ مسلمانوں کے اسلاف کا کردار تو یہ رہا ہے کہ رسول اکرم ﷺ پر ایمان لانے والے ایک صحابی ابو مرثد غنوی رضی اللہ عنہ دورِ جاہلیت میں ایک دوشیزہ سے راہ و رسم رکھتے تھے۔ قبولِ اسلام کے بعد ہجرت کر کے مدینہ آ گئے تھے ــــــ جب ایک مرتبہ واپس مکہ گئے اور اتفاق سے اسی نازنین کے گھر کے پاس سے گزر ہوا تو اس دل رُبا کی نگاہیں ابو مرثدؓ پر پڑ گئیں جس نے جاہلانہ مراسم کو دہرانے کی دعوت دی اور "دعوتِ زلیخا" قبول نہ کرنے کی صورت میں گرفتار کروا دینے کی دھمکی دی۔ مگر اللہ کے اس بندے نے قید و بند کی پروا کئے بغیر "دعوتِ قرب" کو ٹھکرا دیا اور وہاں سے فرار کی راہ لی۔

اگر یہ معاشقانہ راہ و رسم کوئی قابل تحسین فعل ہوتا یا عشق و عاشقی کی کوئی "پاکیزہ قسم" بھی ہوتی (جیسا کہ عوام الناس میں روایتی عاشقوں کی معصومیت کا تصور مشہور ہے) تو یہ صحابی رضی اللہ عنہ دعوتِ نظارہ کی قبولیت میں کوئی قباحت محسوس نہ کرتے ــــــ صرف یہ وضاحت کر دیتے کہ قبولِ اسلام سے پہلے ہم "ناپاک عشق" کرتے تھے' اب ہم "معصوم

عشق" کریں گے ـــــ مگر اس کا کوئی تصور ملت اسلامیہ میں موجود ہی نہیں۔ بلکہ اسلامی ثقافتی ورثہ کی تعریف یہ ہے :

"اَلتُّرَاثُ الْحَضَارِیُّ الْاِسْلاَمِیُّ مَا وَرِثْنَاہُ مِنَ السَّلَفِ الصَّالِحِ وَ آبَائِنَا وَ اَجْدَادِنَا مِثْلِ الْاَخْلاَقِ وَ الاعْمَالِ وَ الْعُلُوْمِ وَ الْآدَابِ"

(اسلامی ثقافتی ورثہ وہ ہے جس کو ہم نے بزرگوں اور آباء و اجداد سے ورثے میں پایا۔ جیسے اخلاق' اعمال' علوم اور آداب وغیرہ۔)

اور عشقیہ مراسم جنہیں پاکستان کے شاندار ثقافتی ورثہ کا خزانہ قرار دیا گیا ہے' ان کی مذمت تو خود انہی دوشیزاؤں کے عزیز و اقارب کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ "ہیر" کا غیرت مند چچا "کیدو" اس کے ناپسندیدہ طرزِ عمل سے اس قدر کبیدہ خاطر تھا کہ برادری میں ناک کٹ جانے کے خوف سے "ہیر" کو زہر دے کر ہلاک کرنے پر مجبور ہو گیا۔

کیا ایسے اسباق پڑھا کر ہم اپنی نئی نسل کو "دل پھینک" عاشق بنانا چاہتے ہیں؟ یہ امر بھی افسوس ناک ہے کہ جب کبھی نصابی کتب کو نظریۂ پاکستان کے مطابق بنانے کی کوئی بھی کوشش کی گئی تو بعض نامعلوم ہاتھوں نے فوری طور پر اسے سبوتاژ کر دیا اور یوں ہمیں زیرو پوائنٹ" پر پہنچا دیا۔

مثلاً چند سال قبل تک "اُردو کی تیسری کتاب" میں ایک مضمون "منگلا کی کہانی" کے نام سے موجود تھا۔ پہلے پہل جب یہ مضمون شامل نصاب کیا گیا تو اس میں منگلا کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے یہ روایت اور پس منظر تحریر تھا کہ :

"اس جگہ ایک قلعہ تھا' جو ایک "مائی" سے منسوب تھا' جسے "منگ لے مائی" کہا جاتا تھا۔ لوگ دریائے جہلم پر آکر پہلے نہاتے (اشنان کرتے)' پھر "مائی صاحبہ" سے مرادیں مانگتے ـــــ ہوتے ہوتے یہ لفظ بدل کر "منگ لے" سے "منگلا" بن گیا"۔

اس کہانی سے چونکہ شرک کی حقیقت پر واضح روشنی پڑتی تھی اس لئے بعض پس پردہ ہاتھوں نے "منگ لے مائی" کے الفاظ کی جگہ "منگلا دیوی" لوگوں کی بجائے "پجاری" اور "پوجا" کے الفاظ اور "قلعہ" کی جگہ "مندر" کے الفاظ تبدیل کروا دیئے

تاکہ "بی بی" "مائی" اور "بابا" یا "باوا" کی حقیقت نہ کھل جائے۔

اسی طرح ماضی قریب میں بھی نصابِ اسلامیات کو نظریۂ پاکستان سے ہم آہنگ کرنے اور آئین پاکستان کے آرٹیکل ۳۱ کے مطابق بنانے کی ایک مسعود و مبارک کوشش کی گئی ہے۔ چنانچہ حکومت پاکستان نے اپنے سرکلر نمبر F.1-1/98IE مورخہ ۲۷/۱/ اکتوبر ۱۹۹۸ء کے بموجب وفاقی وزارتِ تعلیم (کریکولم ونگ) کی تیار کردہ اور منظور کردہ کتاب "اسلامیات لازمی" برائے جماعت نہم کا نفاذ کیا' جس میں نہ صرف منتخب قرآنی سورتوں کو لفظی اور بامحاورہ ترجمہ کے ساتھ شامل نصاب کیا گیا بلکہ طلبہ و طالبات میں عربی دانی اور قرآن فہمی کی استعداد بڑھانے کے لئے عربی زبان میں چند ایمان افروز اسباق بھی شامل کئے گئے ہیں جن میں آفرینش آدم' شرفِ انسانیت اور شیطان کا انسان کو شرک جیسے ناقابل معافی گناہ میں ملوث کرنے کا بیان ہے' مگر نہ جانے وہ کون سی پس پردہ قوتیں ہیں جنہوں نے مسلمانانِ پاکستان کی نئی پود کو ان حقائق سے روشناس ہوتے گوارا نہیں کیا اور نادان دوستی کا ثبوت دیتے ہوئے نصاب و کتاب کے متعارف ہونے کے فوراً ہی بعد اس حصۂ کتاب کو منسوخ کروا دیا ہے۔ اور ایک سال کے اندر اندر اس میں تشویش ناک حد تک تبدیلی کروا دی ہے۔ چنانچہ ۲۰۰۱ء میں میٹرک کا امتحان دینے والے امیدواروں سے اس سے متعلق نہ کوئی سوال پوچھا جائے گا اور نہ ہی اس حصہ کتاب کا کوئی نمبر ہو گا۔ جب کہ اس سال ایک نئی کتاب متعارف کروا دی گئی ہے' جس میں اس عربی حصہ کا ایک اہم سبق "اَلْاَصْنَامُ وَ التَّمَاثِیْلُ" تو حذف ہی کر دیا گیا ہے اور باقی اسباق میں معنی خیز حد تک تبدیلی کر کے توحید و شرک کی مستند تاریخ اور تدریج کو گڈمڈ اور مسخ کر دیا گیا ہے۔

چنانچہ ۱۹۹۹ء میں متعارف ہونے والی کتاب کا سبق "اِغْوَاءُ الشَّیْطَانِ بَنِیْ آدَمَ" جس کا آغاز قرآن مجید کی نص صریح "اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ" اور "اَنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ" سے کیا گیا تھا اور جس کی تفصیل کچھ یوں تھی۔

"اِغْوَاءُ الشَّیْطَانِ بَنِیْ آدَمَ"

اَلشِّرْكُ ظُلْمٌ عَظِیْمٌ ' وَكَانَ الشَّیْطٰنُ یَعْرِفُ اَنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ

بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ۔ فَاَرَادَ اَنْ يَدْعُوْهُمْ اِلَى الشِّرْكِ فَاخْتَارَ لَهُمْ عِبَادَةَ الْاَصْنَامِ وَ فَكَّرَ فِيْ تَحْقِيْقِ مَا اَرَادَ لِاَنَّهٗ لَوْ ذَهَبَ اِلَى النَّاسِ بِهٰذِهِ الدَّعْوَةِ لَخَالَفُوْهُ۔ وَكَانَ فِيْهِمْ رِجَالٌ صَالِحُوْنَ يُحِبُّوْنَهُمْ وَيُعَظِّمُوْنَهُمْ وَالشَّيْطٰنُ يَعْرِفُ ذٰلِكَ جِدًّا۔ فَمَاتَ هٰؤُلَآءِ الصَّالِحُوْنَ وَذَهَبَ الشَّيْطٰنُ اِلَى النَّاسِ فَاَقْنَعَهُمْ بِاَنَّهُمْ عِبَادُ اللّٰهِ وَاَحِبَّاءُهٗ اِذَا دُعُوْا اَجَابُوْهُمْ وَاِذَا سُئِلُوْا اَعْطَوْهُمْ فَاَغْوَاهُمُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يَّعْمَلُوْا لَهُمْ صُوَرًا لِيَنْظُرُوْا اِلَيْهَا كُلَّ صَبَاحٍ فَاُعْجِبَ النَّاسُ بِرَاْيِهٖ وَصَوَّرُوا الصَّالِحِيْنَ وَبَدَءُوْا يَنْظُرُوْنَ اِلَيْهَا نَظْرَةَ قَدَاسَةٍ

"شرک سب سے بڑا ظلم ہے۔ اور شیطان جانتا تھا کہ بے شک اللہ تعالیٰ اس کو نہیں بخشے گا جو کسی کو اس (اللہ) کا شریک بنائے گا' اس کے علاوہ جس کو چاہے گا بخش دے گا۔ پس اس نے ارادہ کیا کہ ان (بنی آدم علیہ السلام) کو شرک کی دعوت دے۔ پس اس (شیطان) نے ان (اولادِ آدمؑ) کے لئے بُتوں کی عبادت کو منتخب کیا۔ خوب غور و فکر کیا (اس دعوت شرک کے بارے میں) جس کا اس نے ارادہ تھا کہ اگر وہ لوگوں کے پاس اس دعوت (شرک) کو لے کر گیا تو وہ ضرور اس کی مخالفت کریں گے ـــــ اور ان میں کچھ نیک لوگ تھے جن سے وہ محبت کرتے اور ان کی تعظیم کرتے تھے اور شیطان اس بات کو بخوبی جانتا تھا۔ پس جب یہ نیک لوگ فوت ہو گئے تو شیطان لوگوں کے پاس گیا اور انہیں قائل کیا کہ بے شک وہ اللہ کے محبوب بندے ہیں۔ جب پکارا جائے وہ پکار کو قبول کرتے ہیں اور جب ان سے مانگا جائے وہ انہیں عطا کرتے ہیں۔ پس شیطان نے انہیں بھکایا کہ وہ ان کی تصویریں بنالیں تاکہ ہر صبح ان کا درشن کیا کریں۔ پس لوگوں نے اس کی رائے کو پسند کیا اور ان نیک لوگوں کی تصویریں بنالیں اور مقدس سمجھ کر ان کا دیدار کرنے لگے۔"

اس سبق میں تحریف کر کے "اِغْوَاءُ اِبْلِيْسَ بَنِيْ آدَمَ" کے عنوان سے نئی کتاب میں کچھ یوں شامل کیا گیا ہے :

كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَهُمْ عَلٰى دِيْنِ اَبِيْهِمْ اٰدَمَ' يَعْبُدُوْنَ اللّٰهَ وَلَا يُشْرِكُوْنَ بِهٖ شَيْئًا۔ لَمْ يَرْضَ اِبْلِيْسُ وَذُرِّيَّتُهٗ بِهٰذَا وَكَانَ اِبْلِيْسُ لَا يُحِبُّ اَنْ يَرَى النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَيَعْبُدُوْنَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ فَاَرَادَ اَنْ يَدْعُوْهُمْ اِلَى الشِّرْكِ فَاخْتَارَ لَهُمْ عِبَادَةَ الْاَصْنَامِ

فَكَّرَ الشَّيْطٰنُ فِيْ حِيْلَةٍ لِاِغْوَاءِ النَّاسِ لِاَنَّهٗ لَوْ ذَهَبَ اِلَى النَّاسِ بِدَعْوَةِ الشِّرْكِ لَخَالَفُوْهُ فَاقْتَرَحَ لِلنَّاسِ اَنْ يَّعْمَلُوْا صُوَرًا لِلرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ۔ فَاُعْجِبَ النَّاسُ بِرَايِهٖ وَصَوَّرُوْا لَهُمْ وَبَدَءُوْا يَنْظُرُوْنَ اِلَيْهَا نَظَرَةَ قَدَاسَةٍ

"لوگ ایک ہی ملت تھے اور اپنے باپ آدم علیہ السلام کے دین پر قائم تھے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے اور کسی چیز کو بھی اس کا شریک نہیں ٹھہراتے تھے۔ ابلیس اور اس کی اولاد اس بات پر راضی نہ تھی۔ اور ابلیس اس بات کو پسند نہ کرتا تھا کہ وہ لوگوں کو ایک ہی قوم دیکھے' جو ایک اللہ ہی کی عبادت کرتے ہوں۔ پس اس نے ارادہ کیا کہ انہیں شرک کی طرف بلائے۔ پس ان کے لئے بتوں کی عبادت کا انتخاب کیا۔ شیطان نے لوگوں کو بہکانے کے بہانے پر خوب غور کیا کہ اگر وہ ان کے پاس شرک کی دعوت لے کر گیا تو وہ اس کی مخالفت کریں گے۔ پس اس نے انسانوں کو اس بات کی ترغیب دی کہ وہ مردوں اور عورتوں کی تصویریں بنالیں۔ پس انسانوں نے اس کی رائے کو پسند کیا اور ان کی تصویریں بنا لیں اور ان کا درشن تقدس کی نظر سے کرنے لگے۔"

سابق سال کی کتاب کے سبق "اِغْوَاءُ الشَّيْطَانِ بَنِی آدَمَ" اور موجودہ کتاب کے سبق "اِغْوَاءُ اِبْلِيْسَ بَنِی آدَمَ" کا موازنہ کیجئے! تو معلوم ہو گا کہ :

"وَكَانَ فِيْهِمْ رِجَالٌ صَالِحُوْنَ يُحِبُّوْنَهُمْ وَيُعَظِّمُوْنَهُمْ وَالشَّيْطٰنُ يَعْرِفُ ذٰلِكَ جِدًّا۔ فَمَاتَ هٰٓؤُلَاءِ الصَّالِحُوْنَ وَذَهَبَ الشَّيْطٰنُ اِلَى النَّاسِ فَاَقْنَعَهُمْ بِاَنَّهُمْ عِبَادُ اللّٰهِ وَاَحِبَّاءُهٗ اِذَا دُعُوْا اَجَابُوْهُمْ وَاِذَا سُئِلُوْا اَعْطَوْهُمْ فَاَغْوَاهُمُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يَّعْمَلُوْا لَهُمْ صُوَرًا۔

فَاُعْجِبَ النَّاسُ بِرَاْیِهٖ وَصَوَّرُوا الصَّالِحِیْنَ"

"یعنی ان میں نیک لوگ تھے جن سے وہ محبت کرتے اور ان کی تعظیم کرتے تھے۔ اور شیطان اس بات کو بخوبی جانتا تھا۔ پس جب وہ نیک لوگ مر گئے تو شیطان لوگوں کے پاس آیا اور انہیں قائل کیا کہ وہ (مرنے والے لوگ) اللہ کے بندے اور اس کے لاڈلے تھے۔ جب ان سے دعا کی جاتی ہے وہ قبول کرتے ہیں اور جب ان سے (مرادیں) مانگی جاتی ہیں وہ ان (مانگنے والوں) کو عطا کرتے ہیں۔ پس شیطان نے انہیں ورغلایا کہ وہ ان کی تصویریں بنالیں' تاکہ ہر صبح ان کے درشن کیا کریں۔ پس لوگوں نے اس کی رائے کو پسند کیا اور ان نیک لوگوں کی تصویریں بنالیں۔"

کی پوری عبارت ہی نکال دی ہے اور اسے صرف یوں کردیا ہے :

"فَاقْتَرَحَ لِلنَّاسِ اَنْ یَّعْمَلُوْا صُوَرًا لِلرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ فَاُعْجِبَ النَّاسُ بِرَاْیِهٖ وَصَوَّرُوْا لَهُمْ وَبَدءُوْا یَنْظُرُوْنَ اِلَیْهَا نَظْرَةَ قَدَاسَةٍ"

"اس نے لوگوں کو آمادہ کیا کہ وہ مَردوں اور عورتوں کی تصویریں بنالیں۔ پس لوگوں نے اس کی رائے کو پسند کیا اور ان کی تصویریں بنالیں اور تقدس کی نظر سے ان کا دیدار کرنے لگے۔"

مندرجہ بالا عبارات کا بغور مطالعہ کیجئے! اور خود فیصلہ کیجئے کہ کس طرح لفظی ہیر پھیر سے حقائق کو بدلنے کی کوشش کی گئی ہے۔ "اللہ کے وہ نیک بندے جن سے لوگ محبت کرتے اور تعظیم کرتے تھے' ان کی مورتیاں عقیدۃً بنالینا تو قرینِ قیاس ہے' مگر کسی تعلق اور عقیدت کے بغیر انجانے مردوں اور عورتوں کی مورتیاں بنا کر ان کا تقدس اور دیدار کرنے لگنا عقلِ سلیم میں آنے والی بات نہیں' بلکہ یہ انسانوں کے پسندیدہ' اللہ کے پیاروں کی مورتیاں ہی ہو سکتی ہیں جن کے لئے نذر و نیاز اور مراسمِ عبودیت ادا ہونے لگے۔ اور جنہیں سابق سال کی کتاب کے سبق "اَلْاَصْنَامُ وَالتَّمَاثِیْلُ" میں وضاحتاً یوں بیان کیا گیا ہے (جس سبق کو نئی کتاب سے نکال ہی دیا گیا ہے)

"تَحَوَّلَ النَّاسُ مِنَ الصُّوَرِ اِلَی التَّمَاثِیْلِ بَعْدَ مُدَّةٍ مِنَ الزَّمَنِ فَعَمِلُوْا تَمَاثِیْلَ عِبَادِاللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ وَزَعَمَ اِعْتِقَادِهِمْ اَنَّهَا حِجَارَةٌ لَاتَنْفَعُ

وَلاَ تضرُّ وَ ظَلُّوْا يَعْبُدُوْنَ اللّٰهَ وَلاَ يُشْرِكُوْنَ بِهٖ شَيْئًا اِلاَّ اَنَّهُمْ مَعَ ذٰلِكَ اَخَذُوْا يَتَبَرَّكُوْنَ بِالتَّمَاثِيْلِ وَيُعَظِّمُوْنَهَا حَتّٰى كَثُرَتِ التَّمَاثِيْلُ وَازْدَادُوْا تَعْظِيْمًا وَالْتَزَمُوْا يَصْنَعُوْنَ تِمْثَالَ كُلِّ رَجُلٍ صَالِحٍ مِنْهُمْ يَمُوْتُ فَيُسَمُّوْنَهٗ بِاسْمِهٖ وَعِنْدَ مَا وَجَدَ الْاَبْنَاءُ آبَاءَ هُمْ يُعَظِّمُوْنَ التَّمَاثِيْلَ وَيَتَبَرَّكُوْنَ بِهَا اَخَذُوْا يَتَّبِعُوْنَهُمْ وَازْدَادَ الْاَبْنَاءُ عَلَى الْآبَاءِ فِيْ ذٰلِكَ فَاَخَذُوْا يَعْبُدُوْنَ التَّمَاثِيْلَ فَيَسْئَالُوْنَهَا وَيَذْبَحُوْنَ لَهَا۔ ثُمَّ صَارَتْ هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ اٰلِهَةً لَهُمْ وَعَكَفُوْا عَلَيْهَا دُعَاءً وَعِبَادَةً۔ وَهٰكَذَا عَمَّتِ الْاَصْنَامُ وَانْتَشَرَ الشِّرْكُ۔"

"کافی زمانہ گزرنے کے بعد لوگوں نے تصویروں کو مورتیوں میں بدل دیا، پس یہ جانتے ہوئے کہ مورتیاں اللہ کے نیک بندوں کی ہیں اور اس پختہ عقیدہ کے ساتھ کہ وہ (تراشے ہوئے) پتھر ہیں، نہ نفع دیتے ہیں نہ نقصان، وہ لوگ اللہ کی عبادت پر قائم رہے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا۔ البتہ انہوں نے مورتیوں کو متبرک سمجھنا شروع کر دیا اور ان کی تعظیم کرنے لگے، یہاں تک کہ مورتیوں کی تعداد میں اضافہ ہو گیا اور ان کی تعظیم بھی بڑھ گئی۔ پس انہوں نے ہر مرنے والے نیک انسان کی مورتی بنانا لازم کر لیا اور اسی مرنے والے کے نام پر اس مورتی کا نام بھی رکھنے لگے۔ اور جب اولاد نے والدین کو ان مورتیوں کی تعظیم کرتے اور ان سے برکت حاصل کرتے پایا تو انہوں نے بھی ان کی پیروی کی، بلکہ اولاد اپنے والدین سے (غلو میں) بڑھ گئی اور انہوں نے مورتیوں کی پوجا شروع کر دی اور ان سے مرادیں مانگنے اور ان کے لئے جانور ذبح کرنے لگے۔ پھر یہ مورتیاں ان کے معبود بن گئیں۔ ان پر (مجاور بن کر) بیٹھ گئے۔ لوگ انہی سے دعا اور عبادت کرنے لگے۔ اس طرح بت عام ہو گئے اور شرک پھیل گیا۔"

اب ذرا نئی کتاب کے صفحہ نمبر ۱۶۷ پہ نظر ڈالنے سے معلوم ہو گا کہ پرانی کتاب کے سبق "اَلْاَصْنَامُ وَالتَّمَاثِيْلُ" کی عبارت کو خصوصی ترمیم و تنسیخ کے بعد نئی کتاب کے سبق "اِغْوَاءُ اِبْلِيْسَ بَنِیْ آدَمَ" میں ہی شامل کر دیا گیا ہے۔ البتہ "اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ" کے متعلق عبارات کو صریحاً خارج کر دیا گیا ہے۔ مثلاً:

فَعَمِلُوْا تَمَاثِیْلَ عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ "پس انہوں نے اللہ کے نیک بندوں کی مورتیاں بنالیں" کے الفاظ حذف کر دیئے گئے ہیں۔

اسی طرح "وَازْدَادُوْا تَعْظِیْمًا وَالْتَزَمُوْا یَصْنَعُوْنَ تِمْثَالَ کُلِّ رَجُلٍ صَالِحٍ مِنْھُمْ یَمُوْتُ فَیُسَمُّوْنَهٗ بِاسْمِهٖ" "اور ان مورتیوں کی تعظیم میں اضافہ کر دیا۔ اور انہوں نے ہر مرنے والے نیک آدمی کی مورتی بنانا لازم کر لیا۔ اسی مرنے والے کے نام پر اس مورتی کا نام بھی رکھنے لگے" کے الفاظ بھی خارج کر دیئے ہیں اور عبارت کو یوں کر دیا ہے :

> "بَعْدَ مُدَّۃٍ مِنَ الزَّمَنِ تَحَوَّلَ النَّاسُ مِنَ الصُّوَرِ اِلَی التَّمَاثِیْلِ وَرَغمَ اِعْتِقَادِھِمْ اَنَّھَا حِجَارَۃٌ لَا تَنْفَعُ وَلَا تَضُرُّ اَخَذُوْا یَتَبَرَّکُوْنَ بِالتَّمَاثِیْلِ وَیُعَظِّمُوْنَھَا حَتّٰی کَثُرَتِ التَّمَاثِیْلُ"
>
> "کافی زمانہ گزر جانے کے بعد لوگوں نے تصویروں کو مورتیوں میں بدل لیا۔ البتہ انہوں نے یہ اعتقاد رکھا کہ وہ پتھر ہیں' نہ نفع دیتے ہیں نہ نقصان' تاہم مورتیوں سے برکت حاصل کرتے رہے اور ان کی تعظیم کرتے رہے۔ یہاں تک کہ مورتیوں کی تعداد میں بہت اضافہ ہو گیا۔"

یہ تمام تر قطع و برید اور ترمیم و تنسیخ شاید اس خوف سے کی گئی ہے کہ کہیں قوم کے نونہالوں پر یہ بات نہ واضح ہو جائے کہ مشرکین کے بُت جن کی مذمت میں کثیر قرآنی آیات نازل ہوئی ہیں' محض پتھر کے بے صورت مجسّمے نہیں تھے' بلکہ اپنے دور کے نیک بزرگوں کے پتلے تھے' جنہیں دیوی اور دیوتا کا نام دے دیا گیا تھا۔ اور مشرکین ان نیک "اہل اللہ" کو زندہ سمجھ کر بزعم خویش ان کی خوشنودی کے حصول کے لئے ان کے آستانوں پر چڑھاوے چڑھاتے اور دلی مُرادیں مانگتے تھے۔

لٰہذا وفاقی حکومت کو چاہئے کہ توحید و شرک کی واضح اور مستند تاریخ پہ مبنی سابق کتاب (شائع کردہ مارچ ۱۹۹۹ء) کو بحال کرے تاکہ حق واضح رہے۔ اور بمضمون عبارتِ قرآنی "تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ" جیسی علمی خیانت نہ ہو سکے۔